❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت تفہیم القرآن
وقت 5-7 منٹ

حفظِ قرآنِ کریم کی اہمیت و برکات

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر:18)

اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کی خاطر آسان بنا دیا۔ پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟

قرآں کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا
فکر معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا

معزز سامعین! آج مجھے حفظِ قرآنِ کریم کی اہمیت و برکات پر گفتگو کرنی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا پاک کلام قرآنِ کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب منیر پر نازل فرمایا۔ یہ بات بڑے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ قرآن کریم واحد الہامی کتاب ہے جو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی تحریف سے محفوظ ہے۔ یہ وہ زندہ و جاوداں کلام ہے جس کی حفاظت کا وعدہ خود خدا تعالیٰ نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) میں فرمایا ہے کہ یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اُتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ قرآن کریم کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ لاکھوں افراد نے اس کو حفظ کرنے کی سعادت پائی۔ یہ فضیلت صرف قرآن کریم کو ہی حاصل ہے جب کہ دیگر مذاہب کی کتب کو حفظ کرنے والا دنیا میں کوئی نہیں ملتا۔

نہ ہو کیوں ممتاز اسلام دنیا بھر کے دینوں میں
وہاں مذہب کتابوں میں یہاں قرآن سینوں میں

احادیث میں قرآن کریم حفظ کرنے کے بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے ارشادات ملتے ہیں۔ فرمایا۔

”جو شخص قرآن کریم کو حفظ کر لے گا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو عذاب نہیں دے گا“

(سنن داری کتاب فضائل القرآن باب فضل من قراء القرآن)

پھر فرمایا۔

”جس شخص کو قرآن مجید میں سے کچھ بھی حصہ زبانی یاد نہیں وہ ایک ویران گھر کی مانند ہے۔“

(جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن، حدیث 2913)

قرآن کو حفظ کرنے کی اہمیت بارے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزید ارشادات سنئے۔

آپؐ فرماتے ہیں کہ

”میری امت کے بہترین لوگ حاملینِ قرآن یعنی قرآن کریم حفظ کرنے والے اور رات کو عبادت کرنے والے ہیں۔“

(شعب الایمان کتاب فی تعظیم القرآن فصل فی تنویر موضع القرآن جلد 2 صفحہ 556 حدیث نمبر 2703)

فرمایا:
"جس شخص نے قرآن کریم پڑھا پھر اس کو حفظ کیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام سمجھا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کے گھرانے کے ایسے دس لوگوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن کے لئے دوزخ واجب ہو چکی ہو۔"
(ترمذی ابواب فضائل القرآن باب ما جآء فی فضل قاری القرآن)

قرآں کتاب رحماں دکھلائے راہ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حفظِ قرآن کی یہ دعا سکھائی۔
"اے اللہ! اے رحمان! میں تیرے جلال اور تیرے چہرے کے نور کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ تو میرے دل میں اپنی پاک کتاب کے حفظ کو جس طرح تو نے مجھے سکھایا ہے خوب پختہ کردے اور مجھے توفیق دے کہ میں اس کو اس طرح پڑھوں جو تجھے راضی کردے۔"
(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء الحفظ حدیث نمبر 3493)

ابتدائے اسلام سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم، پھر تابعین اور عام مسلمان کثرت سے قرآنِ کریم حفظ کرتے رہے یہاں تک کہ بعض خاندانوں میں یہ سلسلہ نسل در نسل چلتا رہا۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو حصہ قرآن کریم کا نازل ہوتا تھا۔ آپؐ اس کو حفظ کر لیتے تھے اور ہمیشہ قرآنِ کریم کو دہراتے رہتے تھے اس طرح آپؐ ساری وحی کے کامل حافظ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل فرمایا تاکہ آسانی سے مسلمان اس کو حفظ کر سکیں۔ صحابہ کرامؓ بہت جوش و خروش سے قرآنِ کریم حفظ کرتے تھے۔ لکھا ہے کہ
"تمام زمانہ نزول میں وحی میں اول سے لے کر آخر تک صحابہؓ کی یہ عادت تھی کہ وحی کو فوراً حفظ کر لیا کرتے تھے۔"

(کتاب زبدۃ البیان فی مصاحف عثمان)

مسلمانوں کے لئے روزانہ پانچ وقت کی نماز میں تلاوتِ قرآنِ کریم لازمی امر ہے۔ گویا حفظِ قرآن گو چند حصے ہی سہی کے بغیر عبادات ناممکن ہیں اس لئے بھی قرآن کریم کا حفظ کرنا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے نیز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقرر امام کے اصول بیان کرتے ہوئے ایک اصول یہ بھی بیان فرمایا کہ لوگوں میں سے وہ نماز کے لئے امام بنے جس کو زیادہ قرآن یاد ہو۔ حضرت مصلح موعودؓ اپنی کتاب دیباچہ تفسیر القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حفظِ قرآن کی فضیلت پر بڑا زور دیتے تھے، یہاں تک کہ آپؐ فرماتے تھے جو شخص قرآن کریم کو حفظ کرلے گا۔ قیامت کے دن قرآن اس کو دوزخ میں جانے سے بچائے گا اور اس میں تو کوئی بھی شبہ نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے وہ صحابی دئے تھے جو ہر ثواب کے لئے جان توڑ کوشش کرتے تھے اس لئے جب آپؐ نے یہ اعلان فرمایا تو کثرت کے ساتھ صحابہؓ نے قرآن شریف کو یاد کرنا شروع کیا حتٰی کہ ایسے ایسے لوگ بھی قرآنِ کریم کو حفظ کرنے کی کوشش کرتے تھے جن کی زبانیں صاف نہیں تھیں اور جن کے علم بہت کمزور تھے۔
ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! مَیں قرآن تو پڑھتا ہوں مگر میرا دل اس کو سمجھتا نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف علمی طبقہ ہی قرآن شریف کو یاد کرنے کی کوشش نہیں کرتا تھا بلکہ عوام الناس بھی قرآن کو حفظ کرنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔
احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حفظِ قرآن کا دستور اتنا عام ہو چکا تھا کہ عامی اور دور دور کے علاقوں کے لوگ بھی قرآنِ شریف کو حفظ کرتے تھے۔ چونکہ لوگوں میں حفظِ قرآن کا اشتیاق بہت تیز ہو گیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھانے والے اساتذہ کی ایک جماعت مقرر فرمائی تھی جو سارا قرآن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حفظ کر کے آگے لوگوں کو پڑھاتے تھے۔ یہ چار چوٹی کے استاد تھے جن کا کام یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف پڑھیں اور لوگوں کو قرآن پڑھائیں پھر ان کے ماتحت اور بہت سے صحابہؓ ایسے تھے جو لوگوں کو قرآن شریف پڑھاتے تھے۔ ان چار بڑے اساتذہ کے نام یہ ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ۔ حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ۔ حضرت معاذ ابن جبلؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ۔ یہ چار تو وہ تھے جنہوں نے سارا قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا یا آپؐ کو سنا کر اس کی تصحیح کرا لی لیکن ان کے علاوہ بھی بہت سے صحابہؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست بھی کچھ نہ کچھ قرآن سیکھتے رہتے تھے۔ مہاجر صحابہ میں سے

حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ حضرت عمر فاروقؓ۔ حضرت عثمان غنیؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت سعدؓ۔ حضرت ابن مسعودؓ۔ حضرت حذیفہؓ۔ حضرت سالمؓ۔ حضرت ابوہریرہؓ۔ حضرت عبد اللہ بن سائبؓ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور عورتوں میں سے حضرت عائشہؓ۔ حضرت حفصہؓ اور حضرت ام سلمہؓ نے قرآن حفظ کر رکھا تھا۔ ان میں سے اکثر نے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی قرآن شریف حفظ کر لیا تھا اور بعض نے آپؐ کی وفات کے بعد حفظ کیا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ صحابہؓ میں سے بہت سے قرآنِ کریم کے حافظ تھے۔ دو ہجری میں بعض قبائل کی درخواست پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستّر آدمی، لوگوں کو دین سکھانے کے لئے بھیجے تھے جو سب کے سب قرآن کریم کے حفاظ تھے۔ قراء کی تعداد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اتنی بڑھ چکی تھی کہ وہ ہزاروں کی تعداد تک پہنچ گئے تھے۔

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 270-274)

سامعین! آج کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دلی تمنا تھی کہ آپ کی قائم کردہ جماعت قرآن کریم سے وابستہ ہو جائے اور آپ کی یہ بھی دلی خواہش تھی کہ کوئی ایسا انتظام ہو جس کے ماتحت لوگ قرآن کریم حفظ کریں۔ چنانچہ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے آپ سے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک حافظِ قرآن مقرر کیا جائے جو قرآنِ مجید حفظ کرائے۔ آپؑ نے فرمایا:

"میرا بھی دل چاہتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہے گا کرے گا"

(تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 177)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دادا مرزا گل محمد صاحب کے متعلق بیان فرمایا کرتے تھے کہ ان کے دربار میں پانچ سو حفاظ تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سپاہی وغیرہ ہر قسم کے پیشہ کے لوگ جو ان کے دربار میں تھے ان میں سے ایک کثیر حصہ نے قرآنِ کریم حفظ کیا ہوا تھا۔

(الفضل لندن 4 فروری 2005ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دلی تمنا کی تکمیل کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک کے نتیجہ میں خلافت ثانیہ کے آغاز میں 1920ء سے قبل حافظ کلاس کی ابتداء ہو چکی تھی۔ 1976ء میں اس کا نام تبدیل کر کے "مدرسۃ الحفظ" رکھ دیا گیا۔ اب تک سینکڑوں طلباء اس ادارہ سے قرآن کریم حفظ کر چکے ہیں۔ اسی طرح احمدی بچیوں کو قرآن کریم حفظ کروانے کے لئے عائشہ اکیڈمی قائم ہے۔ اسی طرح دنیا کے مختلف ممالک میں بھی جماعتی انتظام کے تحت بچوں اور بچیوں کو قرآنِ کریم حفظ کروانے کے لئے مدرسے اور اکیڈمیاں قائم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد بار قرآن کریم حفظ کرنے کی تحریک فرمائی ہے۔ اسی طرح یہ تحریک بھی فرمائی کہ ایک ایک پارہ حفظ کیا جائے اور اس طرح تیس آدمی مل کر قرآن کریم مکمل حفظ کر لیں تا رمضان میں نمازِ تراویح میں قرآن مکمل ہو سکے۔ جیسے اپریل، مئی 1922ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت میں حفظ قرآن کی تحریک فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ کم از کم تیس آدمی قرآنِ کریم کا ایک ایک پارہ حفظ کریں جس پر کئی احباب نے لبیک کہا۔

(الفضل 4 مئی 1922ء صفحہ 1)

اِسی طرح حضرت مصلح موعودؓ نے 7 دسمبر 1917ء کو وقفِ زندگی کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

"جو لوگ اپنے بچوں کو وقف کرنا چاہیں وہ پہلے قرآن کریم حفظ کرائیں کیونکہ مبلغ کے لئے حافظِ قرآن ہونا مفید ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں اگر بچوں کو قرآن حفظ کرانا چاہیں تو تعلیم میں حرج ہوتا ہے۔ لیکن جب بچوں کو دین کے لئے وقف کرنا ہے تو کیوں نہ دین کے لئے جو مفید ترین چیز ہے وہ سکھالی جائے۔ جب قرآن کریم حفظ ہو جائے گا تو اور تعلیم بھی ہو سکے گی۔ میرا تو ابھی ایک بچہ پڑھنے کے قابل ہوا ہے اور میں نے تو اس کو قرآن شریف حفظ کرانا شروع کرا دیا ہے۔"

(الفضل 22 دسمبر 1917ء از خطبات محمود جلد 5 صفحہ 612)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

"احمدیوں کو جس حد تک قرآن کریم حفظ ہو سکے حفظ کرنا چاہئے اور بالعموم اتنی کوشش تو کرنی چاہئے کہ سارا قرآن کریم نہیں تو ایک پارے کے برابر مختلف جگہوں سے حفظ ہو اور اگر اتنی بھی توفیق نہیں تو بچوں کو کم سے کم چیدہ چیدہ اتنی سورتیں یاد ہو جانی چاہئیں کہ وہ مختلف نمازوں میں مختلف سورتیں پڑھ سکیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 اپریل 1988ء بحوالہ مشعل راہ جلد سوم صفحہ 370)

حضور رحمہ اللہ نے جرمنی میں قرآن کے اُن حصوں کو ازبر یاد کرنے اور اپنے بچوں کو یاد کروانے کی تلقین فرمائی جو حضورؒ نمازوں میں تلاوت فرماتے ہیں۔

پھر فرمایا۔

"ایک بات جو میں نے محسوس کی ہے قرآن مجید کی چھوٹی سورتیں یا بعض آیات یاد کرنے کی طرف توجہ ہی نہیں ہے اور قرآن کریم کے حفظ کا رواج اٹھ گیا ہے۔ ہر احمدی بچے و بچی کو اس عمر میں اچھے تلفظ کے ساتھ بہت سی آیات یاد ہونی چاہئیں۔ پھر جس کی آواز اچھی ہے وہ بغیر قرآن سامنے رکھے اسے پڑھے لیکن یہ رواج بالکل ختم ہو رہا ہے اور یہ نہایت خطرناک بات ہے۔...جو کچھ قرآن یاد کریں اس کی تلاوت کرتی رہا کریں اور جو کچھ یاد ہو اس کا ترجمہ بھی خوب اچھی طرح یاد کریں۔ قرآنِ کریم رٹنے کے لئے نہیں ہے۔ جب مَیں حفظ کی بات کرتا ہوں تو مراد یہ ہے کہ ایسا حفظ ہو کہ اس کے ساتھ ترجمہ بھی حفظ ہو۔"

(الفضل انٹرنیشنل 14 جون 1996ء)

حضرت مولوی شیر علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تفسیر قرآن کریم انگریزی کی Introduction میں تحریر فرمایا ہے کہ قرآن شریف کی طرزِ عبارت ایسی ہے کہ اس کو آسانی سے یاد کیا جاسکتا ہے اور اپنی جماعت کے تین افراد کی مثالیں تحریر فرمائی ہیں جنہوں نے بڑی عمر میں بہت تھوڑے سے عرصہ میں قرآنِ شریف کو یاد کیا۔ ان میں سے ایک مثال حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے والدِ مرحوم کی ہے۔ دوسری صوفی غلام محمد صاحب کی اور تیسری ڈاکٹر بدر الدین صاحب کی ہے۔ گزشتہ مشاورت کے موقع پر مَیں نے صوفی صاحب کو مبارک باد دی تھی کہ آپ کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ترجمۃ القرآن انگریزی کی Introduction میں فرمایا ہے۔ صوفی صاحب مرحوم یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور بعد میں فرمایا کہ مجھے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن شریف یاد کرنے کی تحریک فرمائی تھی۔

(الفضل ربوہ 19 مارچ 2001ء)

حضرت یعقوب علی عرفانی صاحبؓ، حضرت قطب الدین صاحب کے بارہ میں فرماتے ہیں۔ احمدیت نے ایسی تبدیلی پیدا کی کہ وہ ہر وقت قرآنِ مجید پڑھتے رہتے تھے اور اس طرح قرآن مجید کے حافظ ہو گئے۔

(الحکم 7 مئی 1934ء)

سامعین! قلیل عرصہ میں حفظِ قرآن کی بہت سی مثالیں جماعت میں موجود ہیں۔ جیسے حضرت مولوی حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے صرف ایک ماہ میں ایک سفر کے دوران چودہ پارے حفظ کر لئے تھے اور باقی پارے بھی بعد میں حفظ کر لئے۔ حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوریؓ نے ایک ماہ میں۔ حافظ غلام محمد صاحب مبلغ ماریشس نے تین ماہ میں۔ مولانا عزیز الرحمن منگلا صاحب نے سوا تین ماہ میں اور حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحبؓ کے والد محترم حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحبؓ نے ساٹھ سال کی عمر میں چند مہینوں میں۔

حضرت ابو عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس کھیوا باجوہ سیالکوٹ (جو حضرت مسیح موعودؑ کے قدیمی صحابہ میں شامل تھے) ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی صحبت میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت ارشاد فرمائیں۔ حضور نے فرمایا: مولوی صاحب (مَیں) نہیں سمجھتا کہ کوئی چیز کرنے کی ہو اور آپ کر نہ چکے ہوں۔ اب تو حفظ قرآن ہی باقی ہے۔ چنانچہ تقریباً 65 سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا۔ باوجود اتنی عمر ہونے کے حافظ قرآن ہو گئے۔

(الفضل قادیان 21/19 اپریل 1947ء)

سامعین! صحابیاتِ رسولؐ کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیات نے قرآن حفظ کرنے مَیں پیش پیش تھیں۔ حضرت حافظہ زینب بی بی صاحبہؓ کے بارہ میں روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے دریافت فرمایا کہ آپ میں کتنی عورتیں حافظہ قرآن ہیں۔ اس بات نے آپ پر گہرا اثر کیا اور باوجود اِس کے کہ آپؓ کے چھوٹے چھوٹے تین بچے تھے اور زمیندار گھرانہ تھا۔ آپ نے واپس آکر قرآن کریم حفظ کرنا شروع کر دیا اور پورا قرآن کریم حفظ کر لیا۔

(الفضل ربوہ 5 جولائی 1999ء)

حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر سکول قادیان میں ہر طالبعلم کے ذمہ ایک رکوع یاد کرنا لگایا تھا اس طرح ساری کلاس نے مل کر پورا پارہ یاد کر لیا اور سارے سکول نے مل کر پورا قرآن پاک حفظ کر لیا۔

(الفضل ربوہ 28 فروری 2011ء صفحہ 4)

حضرت مرزا ایوب بیگؓ نے آخری مرض میں حفظ کرنا شروع کیا اور کچھ حصہ حفظ بھی کر لیا تھا۔

(رفقائے احمد جلد اول صفحہ 86)

مکرم حافظ چوہدری غلام محی الدین صاحب آف کھاریاں ہر وقت حمائل شریف اپنے پاس رکھتے۔ کھیتوں میں جاتے ہوئے بھی ساتھ لے جاتے۔ جب بھی وقت ملتا وضو کرتے اور تلاوت شروع کر دیتے۔ آپ نے اپنے ذاتی شوق پر خود ہی قرآن کریم حفظ کیا۔ پنجابی ترجمہ بھی اسی روانی سے یاد تھا۔ آپ قرآن کریم ناظرہ و ترجمہ پڑھایا بھی کرتے تھے۔ قادیان جا کر مختلف محلہ جات میں نماز تراویح پڑھاتے رہے۔

(الفضل ربوہ 12 جنوری 2012ء صفحہ 4)

مکرم مشتاق احمد بٹ صاحب سابق صدر جماعت بریڈ فورڈ انگلینڈ جوانی میں ہی ٹیکسٹائل مل میں مشینوں پر کام کرتے ہوئے روزانہ چند آیات زبانی یاد کرتے رہے اس طرح آپ نے اللہ کے فضل سے قرآن مجید کا خاصا حصہ زبانی حفظ کر لیا تھا۔

(الفضل ربوہ 12 جنوری 2012ء صفحہ 6)

سامعین! تقریر کے آخر پر یہ بتا دوں کہ قرآن مجید پڑھ کر یا ترجمہ سیکھ کر یا حفظ کر کے بھلانا نہیں چاہئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

”کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس نے قرآن مجید پڑھا اور اسے سیکھا اور پھر اسے بھلا دیا تو وہ قیامت کے دن مجذوم ہونے کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن اونٹ باندھے ہوئے کی مثل ہے اگر اس کی خبر داری کرو تو رکا رہے گا اور اگر اس کو کھولا تو چلا جائے گا۔“

(کتاب آداب حیات از لجنہ اماء اللہ کراچی صفحہ 19)

حضرت عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات بُری ہے کہ تم میں سے کوئی کہے کہ فلاں فلاں آیت مَیں بھول گیا ہوں بلکہ یہ کہے کہ وہ آیت مجھ سے بھلا دی گئی۔ اور قرآن یاد رکھو کیونکہ وہ آدمیوں کے سینوں سے چلے جانے میں وحشی جانور سے زیادہ ہے۔

(تجرید بخاری صفحہ 867)

ہم پر لازم ہے کہ ہم قرآن کریم کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور حفظ کریں اور اِس کی برکات سے مستفیض ہوتے رہیں۔ خدا کرے کہ ہم شب و روز قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے بنیں اور اس کے نور سے اپنے گھروں کو منور کریں تا قیامت کے دن یہ نور ہمارا شفیع بن جائے۔ آمین

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(اس تقریر کی تیاری میں مکرم حافظ عبد الحمید صاحب کے ایک مضمون سے استفادہ کیا گیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء)